شاہد حسین رزاقی

مسلم افریقہ میں آزادی کی تحریک

جہاز رانی میں یورپی اقوام کی ترقی کا نتیجہ تجارتی انقلاب کی شکل میں نکلا اور تجارت پیشہ مغربی قومیں تجارتی منڈیوں کی تلاش میں دنیا کے دور دراز گوشوں میں پھیل گئیں۔ اس مہم میں سب سے آگے پرتگالی تھے۔ پھر ولندیزی آگے بڑھے اور ان کے بعد انگریز اور فرانسیسی سب سے آگے نکل گئے۔ مشرق میں یہ قومیں تاجروں کی حیثیت سے داخل ہوئی تھیں۔ لیکن جب مشرقی ممالک میں سیاسی انتشار پیدا ہونے لگا تو ان قوموں نے اپنا سیاسی اقتدار جمانا شروع کیا۔ تجارت رفتہ رفتہ حکومت میں بدلنے لگی۔ اور تاجروں کے سیاسی اقتدار نے سامراج کے ایک نئے دور کا آغاز کر دیا۔ جزائر شرق الہند (انڈونیشیا) پر ولندیزیوں نے، ہندی چین پر فرانسیسیوں نے اور ہندوستان پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا۔ جو ممالک مغربی اقوام کی براہِ راست غلامی سے محفوظ رہے وہ سامراجی کشمکش کی آماجگاہ بن گئے۔ افریقہ میں مشرقی، وسطی، مغربی اور جنوبی ممالک اور بڑے وسیع علاقے مغربی اقوام کے مقبوضات بن گئے۔ لیکن بحیرۂ احمر سے بحرِ اوقیانوس تک کے شمالی علاقے جو ترکوں کی سلطنتِ عثمانیہ کے حصّے تھے، ترکوں کی سیاسی اور فوجی طاقت کی بدولت مغربی اقوام کی چیرہ دستیوں سے محفوظ رہے۔ انیسویں صدی کے آخر نصف میں جب ترکوں کی طاقت ٹوٹنے لگی تو یورپ کی سامراجی قومیں افریقہ کے ان مسلم ممالک میں بھی رفتہ رفتہ اپنا اثر قائم کرنے لگیں۔ اور آخر کار یہ ممالک مغربی سامراجیوں کی ہوس ملک گیری کا شکار ہو گئے۔

پہلی عالمی جنگ میں ترکوں کی شکست اور انگریزوں اور فرانسیسیوں کی کامیابی نے ایشیا اور افریقہ کے مسلم ممالک میں سامراجیوں کے اقتدار کو نہایت مستحکم کر دیا۔ اور محکوم ممالک کا مستقبل بہت تاریک نظر آنے لگا لیکن بیس سال کے عرصہ میں جرمنی قومی تباہی و بربادی کی انتہائی پستیوں سے نکل کر عروج و استحکام کی انتہائی بلندیوں پر پہنچ گیا۔ اور نازی جرمنی کی اس ترقی اور فوجی قوت نے دنیا کا نقشہ ہی بدل دیا۔ دوسری عالمی جنگ میں بھی اگرچہ جرمنی کو شکست ہوئی اور برطانیہ و فرانس فاتح تصوّر کئے گئے۔ لیکن اس جنگ نے ان فاتح قوموں پر بھی ایسی کاری ضرب لگائی اور دنیا کے حالات میں جنگ کے اثرات نے ایسی تبدیلیاں پیدا کر دیں کہ ان قوموں کے لئے اپنی سامراجی پالیسی پر عمل پیرا رہنا ناممکن ہو گیا۔ دوسری طرف محکوم اقوام کی تحریکِ آزادی نے بھی زیادہ وسعت اور شدّت اختیار کر لی اور محکوم ممالک کی آزادی کی راہ ہموار ہو گئی۔

مصر۔ نپولین سے جنگوں کے زمانہ میں برطانیہ نے مصر کی اہمیت محسوس کی اور اپنے مشرقی مقبوضات اور سامراجی مفاد کے لئے مصر پر اپنا اقتدار قائم کرنا ضروری سمجھا۔ ۱۸۶۸ء میں نہر سویز کی تکمیل کے بعد مصر کی اہمیت میں اور اضافہ ہو گیا اور برطانیہ اس ملک پر مسلّط ہونے کی تدبیریں سوچنے لگا۔ آخر کار اس کو موقع مل گیا اور اعرابی پاشا کی وطنی اور دستوری تحریک کو مداخلت کا بہانہ بنا کر ۱۸۸۲ء میں مصر پر اپنا اقتدار قائم کر دیا۔ اگرچہ مصر پر جنگِ عظیم کے آغاز تک سلطانِ ترکی کا برائے نام اقتدارِ اعلیٰ تسلیم کیا جاتا رہا لیکن عملاً اس اقتدار کا حامل برطانیہ بن گیا تھا اور برطانوی سامراج کی گرفت سے آزادی کے لئے مصر کو بہت طویل اور شدید جدوجہد کرنی پڑی۔

مصر میں مطلق العنانی کے خاتمہ اور دستوری حکومت کے قیام کی تحریک کو جمال الدین افغانی کے خیالات اور کوششوں سے بہت تقویت ہوئی اور ۱۸۷۵ء میں حزبِ ملّی قائم کی گئی جس کے حامیوں میں علماء ازہر اور احمد اعرابی بہت نمایاں تھے۔ اعرابی پاشا نے ایک ایسی پارلیمنٹ کے قیام کا مطالبہ کیا جس کو قانون سازی اور مالیات پر پورا اختیار ہو اور جس کے سامنے حکومت جوابدہ ہو۔ لیکن برطانیہ اور فرانس نے اس مطالبہ کی مخالفت کی نتیجہ یہ نکلا کہ محبانِ وطن نے بیرونی مداخلت کے خلاف تحریک شروع کی اور شدید ہیجان پیدا ہو گیا۔ ۱۸۸۲ء میں اعرابی پاشا کی شکست برطانوی تسلّط کا باعث بن گئی۔ اور وطنی تحریک کو ناکام بنانے کی کوشش شروع ہو گئی۔

۱۹۰۴ء میں انگریزی فرانسیسی معاہدہ نے مصر پر برطانیہ کی گرفت اور مستحکم کر دی۔ مصریوں میں اس کا شدید ردِّ عمل ہوا اور مصطفےٰ کامل کی قیادت میں وطنی تحریک بہت وسیع ہو گئی۔ لیکن برطانیہ بدستور سامراجی حکمت عملی پر کاربند رہا۔ ۱۹۱۴ء میں جنگِ عظیم شروع ہوئی تو ترکی نے جرمنی کا ساتھ دیا۔ اور برطانیہ نے مصر کو برطانوی محمیہ قرار دے کر اپنی جنگی کارروائیوں کا مرکز بنا دیا۔ ۱۹۱۷ء میں مصر میں آزادی کی تحریک پھر شروع ہوئی۔ اور جنگ کے خاتمہ پر جب قوم پرستوں کے مطالبات مسترد کر دیئے گئے تو اس تحریک نے بغاوت کی شکل اختیار کر لی۔ مجبوراً برطانیہ نے محبانِ وطن سے مصالحت کی کوشش کی۔ اور قومی تحریک کے رہنما سعد زاغلول نے یہ مطالبہ کیا کہ مصر پر برطانوی اقتدار کو ختم کر دیا جائے۔ مصر میں برطانوی فوج کی تعداد محدود ہو اور یہ صرف نہر سویز کے علاقہ میں رہے۔ اور سوڈان کے نظم و نسق میں مصر کو مساوی حصہ دیا جائے۔ لیکن سعد زاغلول کے مطالبات مسترد کر دیئے گئے اور قومی تحریک شدید تر ہو گئی۔ آخر کار ۱۹۲۲ء میں انتداب کے خاتمہ اور مصر کے آزاد و مقتدر اعلیٰ مملکت بن جانے کا اعلان کیا گیا۔

شاہ فواد دستوری حکومت کا مخالف تھا لیکن سیاسی ہیجان نے اس کو نیا دستور بنانے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ ۱۹۲۳ء میں ایک کمیٹی نے نیا دستور مرتب کیا جس میں یہ وضاحت کی گئی کہ مصر آزاد و مقتدر اعلیٰ مملکت ہے۔ اقتدار کا سرچشمہ عوام ہیں۔ بادشاہ موروثی صدرِ حکومت اور دستور کا پابند ہوگا۔ اور وزارت کے توسط سے حکومت کریگا۔ وزارت مجلس النواب کے سامنے ذمہ دار ہوگی۔ مصر کی پارلیمنٹ دو ایوانی ہوگی۔ مجلس الشیوخ منتخب شدہ اور نامزد کردہ

ارکان پر مشتمل ہوگی۔ اور مجلس النواب کے لئے عوام اپنے نمائندے منتخب کریںگے۔ مرکزی حکومت کے علاوہ دستور میں صوبائی اور مقامی حکومتوں اور جداگانہ عدالتی نظام کا خاکہ مرتب کیا گیا۔ اور شہریوں کے حقوق کے ضمن میں یہ واضح کر دیا گیا کہ سب شہری قانون کی نظر میں مساوی ہیں۔ ان کے شہری اور سیاسی حقوق مساوی ہیں۔ اور رنگ ونسل اور مذہب کا کوئی امتیاز نہیں۔ ان کو تحریر و تقریر کی آزادی حاصل ہے اور مملکت ان کی جان واملاک اور مذہبی آزادی کے تحفظ کی ضامن ہے۔

۱۹۲۴ء کے انتخابات میں سعد زاغلول کی جماعت وفد کو زبردست کامیابی ہوئی اور انہوں نے سوڈان پر مصر کا اقتدار بحال کرنے کا مطالبہ کیا جس کو برطانیہ نے مسترد کر دیا۔ چنانچہ مصر میں پھر فسادات شروع ہو گئے۔ اور مصر سے برطانوی فوجوں کے انخلا کے ساتھ ہی مصر و سوڈان کا اتحاد بھی محبانِ وطن کی تحریک کا بنیادی مقصد بن گیا۔ ۱۹۲۴ء سے ۱۹۳۵ء تک مصری محبانِ وطن داخلی اور خارجی کش مکش میں مبتلا رہے۔ ۱۹۳۶ء میں انگریزی مصری معاہدہ ہوا۔ جس کے مطابق مصر پر برطانوی اقتدار ختم کر دیا گیا اور اس کی مکمل آزادی تسلیم کی گئی۔ برطانوی فوجوں کے بارے میں یہ طے ہوا کہ جب تک مصری فوج تربیت حاصل کر کے اس ذمہ داری کو سنبھالنے کے قابل نہ ہو جائے صرف نہر سوئز کے علاقہ میں برطانوی فوج رہے گی۔ ۱۹۳۷ء میں مصر میں غیر ملکی عدالتوں کو بھی ختم کر دیا گیا۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد مصر نے تمام ملک سے برطانوی فوجوں کے مکمل انخلا اور وادئ نیل کے اتحاد کا مطالبہ کیا۔ اور یہ تحریک روز افزوں شدت اختیار کرنے لگی۔

جولائی ۱۹۵۲ء میں مصر میں بہت بڑا انقلاب ہوا۔ جنرل نجیب نے حکومت پر قبضہ کر لیا اور انقلابی کونسل نے بادشاہ کو معزول کر دیا۔ اس کے بعد انقلابیوں نے ایک اور اہم قدم اٹھایا اور ملوکیت کو ختم کر کے مصر کو جمہوریہ بنا دیا گیا۔ جمہوری حکومت نے برطانیہ سے گفت وشنید شروع کی۔ اور ۱۹۵۴ء میں ایک معاہدہ ہوا جس کے مطابق یہ طے پایا کہ برطانوی حکومت جون ۱۹۵۶ء تک اپنی تمام فوجیں نہر سوئز کے علاقہ سے واپس بلالے گی۔ چنانچہ اس تصفیہ کے بموجب جون ۱۹۵۶ء میں برطانوی فوجوں نے نہر سوئز کا علاقہ بھی خالی کر دیا۔ اس طرح مصر پر برطانوی اقتدار کا خاتمہ ہو گیا اور قومی آزادی و جمہوریت کے لئے مصریوں کی جدوجہد کامیاب ہوئی۔

سوڈان۔ محمد علی خدیو مصر نے ۱۸۲۰ء میں سوڈان فتح کر کے سلطان ترکی سے حکومت کا فرمان حاصل کیا تھا۔ مصر پر اقتدار جمانے کے بعد برطانوی سامراج کی نظریں سوڈان پر بھی پڑنے لگیں اور وہ سوڈان پر قبضہ کر لینے کے مواقع تلاش کرنے لگا۔ ۱۸۸۴ء میں مہدی سوڈانی نے مصر اور سوڈان میں برطانیہ کی ریشہ دوانیوں کو ختم کرنے کی تحریک شروع کی۔ ان کو نمایاں کامیابیاں ہوئیں۔ اور سوڈان مصر و برطانیہ کے اثرات سے آزاد ہو گیا۔ ۱۸۹۶ء میں سوڈان پر دوبارہ قبضہ کرنے کی مہم شروع ہوئی اور مصر و برطانیہ کی متحدہ فوجوں نے سوڈان فتح کر لیا۔ اس کے بعد انگریزوں نے سوڈان کے نظم ونسق میں حصہ کا مطالبہ کیا اور ۱۸۹۹ء کا معاہدہ ہوا۔ اس معاہدہ کے مطابق سوڈان پر مصری تاج کا اقتدار اعلیٰ تو تسلیم کیا جاتا رہا۔ لیکن نظم ونسق میں برطانیہ بھی شریک ہو گیا۔ جنگ عظیم شروع ہونے کے بعد برطانیہ نے مصر کے ساتھ ہی سوڈان پر بھی

برطانوی انتداب قائم کردیا۔ اور مصر و سوڈان کے اتحاد کو توڑنے اور سوڈان پر تاج مصر کا اقتدار اعلیٰ ختم کرنے کی کوشش کی جانے لگی۔ چنانچہ ۱۹۲۳ء کے دستور میں سوڈان پر مصری اقتدار اعلیٰ کا تذکرہ تک نہ کیا گیا۔ ۱۹۲۴ء میں کسی شخص نے سوڈان کے گورنر جنرل کو قتل کردیا اور اس واقعہ سے فائدہ اٹھا کر برطانیہ نے سوڈان سے مصری فوجوں کو ہٹانے کا مطالبہ کیا۔ اس مطالبہ کو منوانے کے لئے برطانیہ نے اسکندریہ میں فوجی کارروائیاں بھی کیں لیکن مصر نے سوڈان پر برطانوی اقتدار تسلیم نہ کیا اور اس مسئلہ پر مصر و برطانیہ کی کش مکش شروع ہوگئی۔ مصر اپنے مطالبہ سے دست کش نہ ہوا اور ۱۹۲۷ء، ۱۹۲۹ء اور ۱۹۳۰ء میں مصر و برطانیہ کی گفت و شنید ناکام ہوئی۔ آخر کار ۱۹۳۶ء میں برطانوی مصری معاہدہ ہوا جس میں مصر کے کچھ حقوق تسلیم کئے گئے۔ عالمگیر جنگ کے خاتمہ کے بعد مصر و سوڈان میں برطانوی اقتدار کو ختم کرنے کی تحریک شدت سے جاری ہوئی۔ مصریوں نے یہ مطالبہ کیا کہ جن اصولوں کے تحفظ و احترام کو جنگ کا مقصد قرار دیا گیا ہے ان کا اطلاق مصر پر بھی کیا جائے۔ اور مصر کی تمام جماعتوں نے اس مطالبہ کی حمایت کی۔ دوسری طرف سوڈان میں دو سیاسی جماعتیں بہت مقبول اور اہم بن گئیں۔ الشقہ جس کے رہنما سید علی میرغنی اور اسماعیل ازہری تھے مصر و سوڈان کے اتحاد کی حامی تھی اور الامۃ جس کے رہنما عبدالرحمٰن المہدی تھے سوڈان کی جداگانہ مملکت قائم کرنا چاہتی تھی۔ الشقہ کو مصر کی اور الامۃ کو برطانیہ کی حمایت حاصل تھی۔

۱۹۵۰ء میں مصری انتخابات میں وفد پارٹی کو اکثریت حاصل ہوئی جس نے مصر و سوڈان کے اتحاد کو اپنے انتخابی منشور کا ایک بنیادی اصول بنایا تھا۔ چنانچہ وفدی حکومت نے وادیٔ نیل کے اتحاد کی تحریک بہت بڑھا دی۔ ۱۹۵۱ء میں سوڈان کی مقننہ نے مطالبہ کیا کہ برطانیہ اور مصر سوڈان کو خود اختیاری دینے کا اعلان کریں۔ اور برطانیہ نے ۱۹۵۲ء تک خود اختیاری دینے کا اعلان کردیا۔ ۱۹۵۲ء میں سوڈانی مقننہ نے دستور کا مسودہ تیار کیا جس کو برطانیہ نے منظور کرلیا۔ ۱۹۵۳ء میں برطانیہ، مصر اور سوڈان میں گفت و شنید ہوئی اور مصر نے بھی سوڈان کی خود اختیاری کا مطالبہ تسلیم کرلیا۔ ۱۹۵۳ء میں نئی پارلیمنٹ کے انتخابات ہوئے۔ اور یکم جنوری ۱۹۵۴ء کو الشقہ کے رہنما اسماعیل ازہری نے وزارت بنائی۔ اس کے بعد مصر میں حالات بدلنے لگے۔ جنرل نجیب کو صدارت سے معزول کر کے نظر بند کردیا گیا۔ اور اخوان المسلمون کے رہنماؤں کو پھانسی دی گئی۔ ان واقعات کا سوڈان پر بہت بڑا اثر پڑا اور مصر سے الحاق کی مخالفت کی جانے لگی۔ یہاں تک کہ الشقہ بھی مصر سے الحاق کے بجائے جداگانہ مملکت کے قیام کی حمایت کرنے لگی۔ آزادی کی اساس پر سوڈانی جماعتوں میں اتحاد ہوگیا۔ اور مارچ ۱۹۵۵ء میں متحدہ قومی پارلیمنٹ پارٹی نے آزادیٔ کامل کے حق میں فیصلہ کیا۔ چنانچہ یکم جنوری ۱۹۵۶ء کو سوڈان کی آزادی کا اعلان کیا گیا اور سوڈان ایک خود مختار جمہوریہ بن گیا۔

لیبیا۔ برقہ، طرابلس اور فزان کے علاقے جن پر لیبیا مشتمل ہے سلطنت عثمانیہ میں شامل تھے۔ ۱۹۱۱ء میں اٹلی نے ان پر قبضہ کرلیا اور اطالوی شہنشاہیت کا حصّہ بنا کر اس وسیع علاقہ کا استحصال کرنے لگا۔ لیبیا میں سنوسی تحریک بہت مقبول اور با اثر تھی جس کا آغاز ۱۸۳۵ء میں محمد ابنِ علی السنوسی نے کیا تھا۔ سنوسی ترکوں کے حامی تھے اور اس تحریک کے

امیر سید احمد السنوسی نے ترکوں کی مدد کے لئے جنگ میں بھی نمایاں حصّہ لیا تھا۔ اطالوی قبضہ کے بعد سنوسی رہنماؤں کی قیادت میں مجاہدین وطن نے آزادی کی جنگ شروع کردی جو ۱۹۱۷ء تک جاری رہی۔ اطالوی فوجی طاقت سے مجاہدِ وطن پر غالب آگئے۔ لیکن اس تحریک کو ختم نہ کرسکے اور ۱۹۲۳ء میں تحریک حریت کے رہنما عمر المختار نے دوبارہ جنگ شروع کردی۔ آزادی کی یہ جنگ ۱۹۳۱ء تک جاری رہی۔ آخر کار اطالوی پھر غالب آئے اور عمر المختار کو پھانسی دے دی گئی۔ اس طرح بیس سال کی جدوجہد کے بعد مجاہدِ وطن کو فیصلہ کن شکست ہوئی لیبیا پر اٹلی کا اقتدار قائم ہوگیا۔ عالمگیر جنگ میں شمالی افریقہ کے ممالک بھی میدانِ جنگ بن گئے۔ جرمنی کی حیرت انگیز فتوحات نے اتحادیوں کی حالت بہت نازک بنا دی تھی اور افریقیوں کی حمایت ان کے لئے بڑی اہمیت رکھتی تھی۔ سنوسی رہنما ادریس نے اتحادیوں کی مدد کی۔ اور ۱۹۴۳ء میں اطالوی لیبیا سے نکال دئے گئے۔ جنگ کے خاتمہ پر جب اٹلی کو اس کی نوآبادیوں سے محروم کردیا گیا۔ تو لیبیا کے مستقبل کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا۔ برطانیہ کی یہ کوشش تھی کہ لیبیا کو برقہ، طرابلس اور فزان تین حصوں میں تقسیم کردیا جائے۔ لیکن مسلم ممالک اس تقسیم کے خلاف تھے اور تینوں علاقوں پر مشتمل متحدہ مملکت کے قیام پر زور دینے لگے۔ اقوامِ متحدہ کی سیاسی کمیٹی نے برطانیہ کی تجویز مسترد کردی۔ اور اکتوبر ۱۹۴۹ء میں لیبیا کو متحدہ خود مختار مملکت بنانے کا فیصلہ ہوا۔ ۱۹۵۰ء میں تینوں علاقوں کے نمائندوں پر مشتمل مجلس دستور ساز قائم کی گئی جس نے ادریس السنوسی کو بادشاہ منتخب کیا اور نئی مملکت کا دستور بنایا۔ اسی دستور کے مطابق یہ طے کیا گیا کہ لیبیا میں دو ایوانی پارلیمنٹ اور وفاقی نظامِ حکومت قائم کیا جائے۔ یہ وفاق برقہ، طرابلس اور فزان کے تینوں صوبوں پر مشتمل ہو اور تینوں صوبوں کو مساوی اختیارات دئے جائیں۔ اپریل ۱۹۵۱ء میں لیبیا کا نیا دستور نافذ ہوا۔ اور اس ملک نے اطالوی سامراج کے پنجہ سے نجات پاکر ایک آزاد دستوری مملکت کا مرتبہ حاصل کرلیا۔

تونس ۔ شمال مغربی افریقہ کے تین ممالک تونس، الجزائر اور مراکش پر فرانس نے قبضہ کرلیا تھا اور ان کو آزادی کے لئے شدید جدوجہد کرنی پڑی۔ فرانس نے ۱۸۸۱ء میں تونس پر حملہ کیا اور ۱۸۸۳ء میں اس ملک پر فرانسیسی انتداب قائم ہوگیا۔ بے کی حکومت محض نام کی رہ گئی جو فرانسیسی ریذیڈنٹ جنرل کی تابع تھی۔ ۱۹۰۷ء میں تونسی نوجوانوں نے آزادی کی تحریک شروع کی جو سختی سے کچل دی گئی۔ عبدالعزیز الثعالبی نے تحریک حریت کو پھر منظم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ان کو ۱۹۱۱ء میں جلاوطن کردیا گیا۔ جنگِ عظیم میں فرانس نے تونس میں فوجی قانون نافذ کردیا۔ جنگ کے خاتمہ پر ۱۹۱۹ء میں ثعالبی نے یہ مطالبہ کیا کہ ولسن کے اصولوں کا اطلاق تونس پر بھی کیا جائے۔ اور تونس کی آزادی کے لئے ولسن کے پاس مجاہدِ وطن نے ایک یادداشت پیش کی۔ اپنی تحریک کو منظم شکل دینے کے لئے ثعالبی نے ۱۹۱۹ء میں حزب الدستور کے نام سے ایک جماعت بنائی جس کے مطالبات یہ تھے کہ تونس میں با اختیار مجلسِ قانون ساز قائم کی جائے اور حکومت اس کے سامنے جوابدہ ہو۔ اور نظامِ حکومت میں تفریقِ اختیارات کا اصول اختیار کیا جائے۔ نیز اہلِ تونس کو بھی حصول روزگار کے مواقع اور

تحریر و تقریر کی آزادی حاصل ہو۔ تونس کے بے اور ولی عہد نے بھی ان مطالبوں کی حمایت کی۔ لیکن فرانس نے تشدّد سے کام لیا اور قومی رہنما جلاوطن کر دئے گئے۔ سنہ ۱۹۳۰ء کے بعد آزادی کی تحریک پھر زندہ ہوئی۔ اور ۱۹۳۴ء میں حبیب بورقیبہ نے جدید حزبِ دستور قائم کی۔ بورقیبہ نے اس تحریک کو بہت منظم اور وسیع کر دیا۔ عرب ممالک سے ربط قائم کیا۔ اور فرانس کے اشتراکی رہنماؤں کی امداد بھی حاصل کرنی چاہی۔ بلوم کی حکومت نے متعدد وعدے کئے جو پورے نہ ہوئے۔ چنانچہ قومی تحریک نے شدّت اختیار کر لی اور ۱۹۳۸ء میں شورشیں پھیل گئیں۔ فرانس نے قدیم و جدید احزاب دستور کو توڑ کر لیڈروں کو قید یا جلاوطن کر دیا۔ ظلم و تشدّد کا یہ دور ۱۹۴۲ء تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ تونس پر محوریوں کا قبضہ ہو گیا۔ قومی رہنما قید سے رہا کئے گئے۔ حبیب ثمر نے حزب دستور کو دوبارہ منظم کیا۔ اور حبیب بورقیبہ کی رہائی کے بعد آزادی کے لئے خفیہ جدوجہد شروع ہو گئی۔ جنگ ختم ہونے کے بعد حزبِ دستور نے اپنی تحریک تمام ملک میں پھیلا دی اور ۱۹۴۶ء میں آزادی کا مطالبہ کیا گیا۔ ۱۹۵۰ء میں عرب لیگ نے بھی اس مطالبہ کی حمایت کی۔ ۱۹۵۱ء میں متحدہ جدوجہد کے لئے تمام جماعتوں کا محاذِ آزادی قائم کیا گیا اور آزادی کی تحریک نے شدّت اختیار کر لی۔ محبانِ وطن پر فرانس کے مظالم جب بہت بڑھ گئے تو اقوامِ متحدہ کی صیانتی کونسل سے اپیل کی گئی اور ایشیائی افریقی گروپ نے تونس کی حمایت کی۔ قومی رہنماؤں نے خود اختیاری اور اہلِ تونس کے نمائندوں پر مشتمل پارلیمنٹ کے قیام کا مطالبہ شدّت سے پیش کیا۔ لیکن فرانس حکومت پر فرانسیسی آبادکاروں کا اقتدار قائم رکھنے پر مصر تھا اس لئے قومی مطالبے منوانے کے لئے فسادات ہونے لگے۔ بورقیبہ اور دوسرے رہنما گرفتار کر لئے گئے اور تحریک دبا دی گئی۔ لیکن ۱۹۵۴ء میں فسادات کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا۔ فرانس نے آزادی کی تحریک کو کمزور کرنے کے لئے قومی رہنماؤں کو جلاوطن کر دیا اور اعتدال پسندوں کی وزارت قائم کی گئی۔ لیکن آزادی کی تحریک شدّت سے جاری رہی۔ آخر کار فرانس مصالحت پر مجبور ہو گیا۔ بورقیبہ کو وطن آنے کی اجازت دی گئی اور حکومتِ خود اختیاری دینے پر فرانس رضامند ہوا۔ ۱۹۳۹ء سے جو فوجی قانون ملک میں نافذ تھا وہ برخواست کر دیا گیا۔ اور تونس کی بڑی جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل کابینہ بنائی گئی۔ مارچ ۱۹۵۶ء میں جب مراکش کو آزادی ملی، تو تونس میں آزادی کا مطالبہ زیادہ شدّت سے کیا جانے لگا اور آخر کار فرانس نے تونس کی آزادی بھی تسلیم کر لی۔

الجزائر۔ تونس سے متصل ملک الجزائر پر فرانس نے ۱۸۳۰ء میں حملہ کیا۔ لیکن اس کو شدید مقابلہ کا سامنا کرنا پڑا۔ وطن اور آزادی کی حفاظت کے لئے نامور قومی رہنما عبد القادر الجزائری نے ۱۸۳۲ء میں فرانس کے خلاف جہاد شروع کر دیا۔ اور ۱۸۴۷ء تک جنگ کرتے رہے۔ ان کی شکست کے بعد ۱۸۴۸ء میں الجزائر کو فرانس کا حصّہ قرار دے کر فوجی حکومت قائم کر دی گئی۔ ۱۸۷۰ء میں شمالی الجزائر میں سول حکومت قائم کی گئی لیکن

جنوبی علاقہ میں فوجی حکومت برقرار رہی۔ آزادی کی تحریک کو کچلنے کے لئے فرانس نے سختی کی تو محبانِ وطن نے بغاوت کردی۔ ۱۸۷۱ء میں بغاوت فرو ہوئی اور فرانس نے انضمام کے قوانین بنا کر ساحلی علاقہ میں فرانسیسیوں کو کثیر تعداد میں آباد کرنا شروع کیا۔ ۱۸۹۸ء اور ۱۹۰۰ء میں نظم ونسق میں اصلاحات کی گئیں۔ فرانسیسی گورنر جنرل حکومت کا صدر بنایا گیا۔ نظم ونسق میں مشورہ دینے کی غرض سے اعلیٰ عہدہ داروں اور فرانسیسی آبادکاروں پر مشتمل حکومتی مجلس اعلیٰ قائم کی گئی۔ اس کے علاوہ مالیاتی امور میں مشورہ کے لئے مجلسِ مالیات بنائی گئی۔ جس کی ۷۲ نشستوں میں سے ۴۸ فرانسیسی آبادکاروں کو ملیں۔ ۱۹۱۹ء میں مشروط فرانسیسی شہریت کا قانون منظور ہوا اور فرانسیسی پارلیمنٹ کے لئے دس نائب اور چھ سینیٹر بھیجنے کا حق دیا گیا۔ مقامی باشندے فرانسیسی نظم ونسق اور اصلاحات سے غیر مطمئن اور حکومت میں اپنے حصّہ کے طلبگار تھے۔ چنانچہ ۱۹۳۶ء میں خود اختیاری کی تحریک شروع ہوئی۔ اور جمہوری حقوق کا مطالبہ شدّت سے کیا جانے لگا۔ لیکن فرانسیسی آبادکاروں نے ان مطالبوں کی مخالفت کی۔ اور شدید کش مکش شروع ہو گئی۔

اس زمانہ میں محبانِ وطن نے پیرس میں حزب شمالی افریقہ کے نام سے ایک جماعت قائم کی جو تونس، الجزائر اور مراکش کے جمہوری حقوق کے لئے کام کرنے لگی۔ اس کے صدر مثالی الحاج علی بن عبدالقادر کو ۱۹۳۶ء میں جب الجزائر جانے کی اجازت ملی تو یہ تحریک سارے ملک میں پھیلا دی گئی۔ فرانس نے اس جماعت کو غیر قانونی قرار دیا اور مثالی الحاج کو گرفتار کر لیا۔ آزادی کی تحریک نے دوسرا رنگ اختیار کیا اور خفیہ تنظیمیں کام کرنے لگیں۔ پھر حزبِ عوام نمودار ہوئی۔ اور آزادی کی جدوجہد تیز تر ہو گئی۔ عالمگیر جنگ شروع ہونے کے بعد قومی تحریک کے رہنما قید کر دیئے گئے۔ ۱۹۴۳ء میں قومی مجلس آزادی نے الجزائر کی کامل آزادی کا مطالبہ کیا اور دوسری جماعتوں نے اس کی حمایت کی۔ اس نئی تحریک کو کچلنے کے لئے فرانس شدید مظالم کرنے لگا۔ چنانچہ مئی ۱۹۴۵ء میں تیس ہزار محبانِ وطن قتل کر دیئے گئے۔ اور قومی رہنما قید و بند اور جلاوطنی کے مصائب میں مبتلا ہو گئے۔ لیکن فرانس کے ظلم وتشدد کے باوجود آزادی کی تحریک روز افزوں ترقی کرتی رہی۔ ۱۹۵۱ء میں الجزائر کی تین بڑی جماعتوں حزب انتصار الحریت الدیموقراطیہ، جمعیۃ العلماء اور البیان نے مشترکہ جدوجہد کے لئے محاذ الجزائر قائم کیا۔ فرانس نے الجزائر کے ممتاز ترین رہنماؤں کو جلاوطن کر دیا لیکن انہوں نے جلاوطنی میں بھی آزادی کی جدوجہد جاری رکھی۔ اور ۱۹۵۲ء میں الجزائر، تونس اور مراکش کی جماعتوں کا متحدہ محاذِ آزادی قائم کیا گیا۔ چونکہ فرانس الجزائر کو فرانس کا حصّہ قرار دیتا ہے، اس لئے اس نے یہاں تونس اور مراکش سے بھی زیادہ سختی اختیار کی۔ لیکن آزادی کی تحریک روز افزوں ترقی کرتی رہی۔ ۱۹۵۴ء میں شورش و فسادات کا سلسلہ تمام ملک میں شروع ہو گیا اور ۱۹۵۵ء کے وسط میں اس تحریک نے عام بغاوت کی شکل اختیار کر لی۔ اس کو کچلنے کے لئے فرانس نے فوجی قانون نافذ کیا۔ اور سیاسی جماعتیں غیر قانونی قرار دی گئیں۔ لیکن انتہائی تشدد بھی تحریک آزادی کو سرد نہ کر سکا۔ آخرکار فروری ۱۹۵۶ء

میں حالات کا مطالعہ کرنے کے لئے فرانسیسی وزیر اعظم الجزائر گیا اور سیاسی، اقتصادی و معاشرتی اصلاحات کا وعدہ کیا۔ لیکن محبانِ وطن اس سے مطمئن نہ ہوئے اور مراکش و تونس کی آزادی کے بعد الجزائر میں آزادی کی تحریک شدید تر ہوگئی۔ فرانس نے اس تحریک کو کچلنے کے لئے قتل و غارت گری کا بازار گرم کر رکھا ہے اور انسانیت سوز مظالم توڑ رہا ہے۔ لیکن شمال مغربی افریقہ کے ممالک میں فرانسیسی سامراج کو شکست ہو چکی ہے اور الجزائر کو آزادی سے محروم رکھنا ناممکن ہے۔

مراکش - شمال مغربی افریقہ کا تیسرا ملک جو فرانس کے پنجۂ استبداد میں گرفتار ہوا مراکش ہے۔ مصر پر اقتدار کے لئے برطانیہ اور فرانس میں کشمکش تھی۔ اس کو ختم کرنے کا ذریعہ ۱۹۰۴ء کے برطانوی۔ فرانسیسی معاہدہ کی شکل میں تلاش کیا گیا۔ اس معاہدہ کے مطابق یہ طے ہوا کہ برطانیہ مصر پر اور فرانس مراکش پر اپنا اپنا تسلّط قائم کر لیں۔ چنانچہ ۱۹۱۲ء میں فرانس نے مراکش پر حملہ کر کے بڑے علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور شمال مغرب کا کچھ حصّہ اسپین کے قبضہ میں آیا۔ فرانس نے مراکش میں سلطان کی حکومت برائے نام قائم رکھی۔ اور حکومت کا تمام اقتدار فرانسیسی ریذیڈنٹ جنرل کے تفویض کر دیا۔ جنگ عظیم کے دوران میں فرانس کا یہ تسلّط ختم ہو گیا۔ لیکن جنگ کے بعد اس نے دوبارہ فوج کشی کی اور محبانِ وطن نے آزادی کی حفاظت کے لئے مقابلہ کیا۔ ۱۹۲۱ء میں ریف کے نامور مجاہد محمد بن عبدالکریم نے آزادی کے لئے جنگ شروع کر دی۔ محبانِ وطن کی یہ جنگ اتنی شدید تھی کہ اسپین میں دستوری حکومت ٹوٹ گئی اور پریموڈی ریویرا کی آمریت قائم کی گئی۔ لیکن اس تبدیلی کے بعد بھی مجاہدوں کا مقابلہ کرنا ممکن نہ ہو سکا اور ۱۹۲۴ء میں اسپین کو شکست کھانی پڑی۔ اس کے بعد امیر محمد بن عبدالکریم نے فرانسیسی علاقہ میں جنگ شروع کر دی۔ اس سے سامراجیوں میں شدید ہیجان پیدا ہو گیا۔ میڈرڈ میں کانفرنس ہوئی اور محبانِ وطن کے خلاف متحدہ طور پر جنگ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ۱۹۲۶ء میں محبانِ وطن کو شکست ہوئی۔ اور امیر محمد بن عبدالکریم جلاوطن کر دئے گئے۔

کچھ عرصہ کے بعد آزادی کی جدوجہد کے لئے مراکشی مجلس عمل قائم کی گئی جس نے ۱۹۳۴ء میں جمہوری حقوق کے لئے اپنے مطالبات پیش کئے۔ ان مطالبات کی تائید میں مظاہرے ہونے لگے اور فرانس نے مجلسِ عمل کو تحلیل کر دیا۔ ۱۹۳۶ء میں علال الفاسی نے حزبِ استقلال قائم کی اور آزادی کی جدوجہد پھر شروع ہو گئی۔ لیکن فرانس نے اس جماعت کو بھی غیر قانونی قرار دیا اور اس کے رہنما قید کر دئے گئے۔ جنگِ عالمگیر میں مراکش میدانِ جنگ بن گیا۔ اہلِ مراکش نے اتحادیوں سے تعاون کیا اور ان سے جمہوری حقوق دینے کا وعدہ کیا گیا۔ ۱۹۴۴ء میں مراکش کی تمام سیاسی جماعتوں نے آزادی کا مطالبہ کیا۔ اور فرانس اس تحریک کو کچلنے کے لئے پھر ظلم و تشدّد کرنے لگا۔ لیکن آزادی کی تحریک برابر ترقی کرتی گئی۔ ۱۹۴۷ء میں امیر محمد بن عبدالکریم نے قاہرہ میں دفترِ مغرب قائم کیا۔ اور تونس، الجزائر و مراکش کی جدوجہد سے اقوامِ عالم کو باخبر کرنے لگے۔ ۱۹۵۰ء میں عرب لیگ کی سیاسی کمیٹی نے ان ممالک کی آزادی کی حمایت کی۔ جب آزادی کی تحریک بہت پھیل گئی تو فرانس نے سلطان سے حرّیت پسندوں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا۔ لیکن

سلطان نے انکار کیا اور محبانِ وطن کی حمایت کرنے لگا۔ فرانس نے ۱۹۵۳ء میں سلطان کو معزول کر دیا اور حزبِ استقلال کے رہنما اور ۳۵ ہزار سے زیادہ محبانِ وطن قید کر دیئے گئے۔ مراکش میں حالات اس قدر خراب ہو گئے تھے کہ یہ مسئلہ اقوامِ متحدہ میں پیش کیا گیا۔ ایشیائی افریقی گروپ نے مراکش کی حمایت کی اور منشورِ اقوامِ متحدہ و منشورِ حقوقِ انسانی کے تحت مراکش سے انصاف کا مطالبہ کیا گیا۔ برطانیہ فرانسیسی سامراج کی حمایت کرتا رہا۔ اور فرانس نے ظلم و تشدد سے آزادی کی تحریک کو کچلنا چاہا۔ لیکن عام ہیجان میں اضافہ ہوتا گیا۔ جولائی ۱۹۵۵ء میں بغاوت پھیل گئی۔ کوہ اطلس کے علاقہ اور ریف میں بھی لڑائی ہونے لگی۔ ہر طرف بدامنی، فساد اور خوں ریزی نے آخر کار فرانس کو مصالحت پر مجبور کر دیا۔ نومبر ۱۹۵۵ء میں سلطان کو واپس لایا گیا۔ دسمبر ۱۹۵۵ء میں بقائی نے مراکش میں قومی وزارت بنائی۔ اس حکومت کو حزبِ استقلال اور حزبِ جمہوری کی حمایت حاصل تھی۔ فروری ۱۹۵۶ء میں فرانسیسی اور مراکشی حکومتوں میں گفت و شنید کے بعد مراکش کے مستقبل کا فیصلہ کیا گیا۔ اور مارچ ۱۹۵۶ء میں فرانس نے مراکش کی آزادی تسلیم کر لی۔ ویٹ نام کی کامیابی نے مشرق میں فرانسیسی استعمار پر کاری ضرب لگائی تھی اور مراکش کی آزادی نے اس کے مغربی مورچہ کو بھی منہدم کر دیا۔

مطبوعاتِ بزمِ اقبال

مجلۂ اقبال۔ مدیر۔ ایم۔ ایم۔ شریف۔ بشیر احمد ڈار

سہ ماہی اشاعت۔ دو انگریزی دو اردو شماروں میں۔ قیمت سالانہ دس روپے۔ صرف اردو یا انگریزی پانچ روپے

فکرِ اقبال	مصنفہ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم	۱۰۔۰۔۰
ذکرِ اقبال	" مولانا عبدالمجید سالک	۵۔۰۔۰
اقبال اور ملا	" ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم	۰۔۱۲۔۰
میٹا فزکس آف پرشیا	" حضرت علامہ اقبال رح	۵۔۰۔۰
امج آف دی ویسٹ ان اقبال	" مظہر الدین صدیقی	۲۔۰۔۰
اقبال اینڈ والنٹرزم	" بشیر احمد ڈار	۶۔۰۔۰

ملنے کا پتہ:۔ سکریٹری بزمِ اقبال۔ نرسنگداس گارڈن۔ لاہور